سوال

(191) اختلاف مطالع شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اختلاف مطالع شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اختلاف مطالع شرعاً ضرور معتبر ہے اس لیے کہ بہت سے بلاد شرقیہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان میں صبح صادق ہوتی ہے اور نماز فجر کا وقت ہوجاتا ہے اور سحری کا وقت باقی نہیں رہتا اس وقت بہتیرے بلاد غربیہ میں رات رہتی ہے۔ اور نماز فجر کا وقت نہیں ہوتا اور سحری کا وقت باقی رہتا ہے پس اگر اختلاف مطالع شرعاً معتبر نہ ہوتو یہ لازم آجائے گا۔ کہ اسی وقت ان بلاد غربیہ میں جہاں ہنوز صبح نہیں ہوئی ہے بلکہ رات باقی ہے شرعاً نماز فجر فرض اور سحری ناجائز ہوجائے۔ وھوکما تری۔

اسی طرح بہتیرے بلاد شرقیہ و غربیہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان میں سے ایک میں ظہر کا وقت ہوجاتا ہے اس وقت دوسرے میں نصف النہار بھی نہیں ہوتا یا اسی وقت دوسرے میں عصر کا وقت ہوجاتا ہے بلکہ بہتیرے بلاد شرقیہ و غربیہ ایسے بھی ہیں جن میں اس قدر اختلاف پڑجاتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک میں صبح ہے اور دوسرے میں شام تو اگر اختلاف مطالع شرعاً معتبر نہ ہوتو یہ لازم آجائے گا کہ ایک ہی وقت میں دونوں جگہوں میں شرعاً نماز مغرب ایک ساتھ فرض ہوجائے وھوکما تری۔

بلکہ یہ لازم آجائے گا کہ تمام بلاد میں (خواہ شرقی ہوں یا غربی شمالی ہوں یا جنوبی) ہر وقت کل نمازیں (ظہر عصر مغرب عشاء فجر) ایک ساتھ شرعاً فرض ہوجائیں۔ کیونکہ ہر وقت کسی نہ کسی جگہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے۔

"کمالا یخفی علی الماہر وفی ذلک تکلیف لالا یطاق و ہو مدفوع شرعاً"

(جیسا کہ ایک ماہر آدمی پر مخفی نہیں اور اس میں ناقابل استطاعت امر مکلف بنانا ہے اور وہ شرعاً درست نہیں ہے)

اسی طرح اگر اختلاف مطالع شرعاً معتبر نہ ہوتو یہ لازم آجائے گا کہ ماہ رمضان میں ہر وقت تمام بلاد میں صوم وافطار دونوں ایک ساتھ فرض ہوجائیں کیونکہ ہر وقت کسی نہ کسی جگہ دن ہے اور کسی نہ کسی جگہ رات۔

"کمالا یخفی علی الماہر وفی ذلک تکلیف المحال مالا یخفیٰ"

اس مسئلہ اختلاف مطالع کے شرعاً معتبر ہونے میں حدیث ذیل سے بھی استئناس ہو سکتا ہے۔

"عن کریب عن ام الفضل بعثه الی معاویه بالشام قال: فقدمت الشام فقضیت حاجتها واستهل علی رمضان وانا بالشام فرایت الهلال لیلة الجمعة ثم قدمت المدینة فی آخر الشهر فسالنی عبدالله بن عباس رضی الله عنه ثم ذکر الهلال فقال: متی رایتم الهلال؟ فقلت: رایناه لیلة الجمعة فقال: انت رایته؟ فقلت نعم وراه الناس وصاموا وصام معاویة فقال: لکنا رایناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلاثین اونراه فقلت: اولا تکتفی برویة معاویة وصیامه؟ فقال: لاهکذا امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم "[1](رواه الجماعة الاالبخاری وابن ماجه)

(کریب رحمة اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ) ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو شام میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا چنانچہ میں شام آیا اور وہاں ان کا کام مکمل کیا۔ اسی دوران میں رمضان کا چاند نظر آگیا جب کہ میں ابھی شام ہی میں تھا ہم نے جمعہ کی شام کو چاند دیکھا پھر مہینے کے آخر میں مہینے واپس پہنچا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے حال احوال پوچھے اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے اسے کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے اسے جمعے کی رات کو دیکھا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ پھر سب نے روزے رکھے اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روزہ رکھا انھوں نے کہا: مگر ہم نے اسے ہفتے کی رات کو دیکھا تھا اور ہم روزے رکھیں گے اور (اپنی رؤیت کے مطابق) پورے تیس کریں گے یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا کیا آپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاند دیکھنے اور روزے رکھنے پر کفایت نہیں کریں گے؟ انھوں نے کہا: نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے ہی حکم دیا ہے)

والقول بان هذا الحدیث لیس بمحکم فی هذا المعنی لجواز ان یکون مراد ابن عباس انا لا نکتفی برویة معاویة بنقلک هذا حتی تثبت لنا بحجة شرعیة یدل علیه قوله: انت رایته لیلة الجمعة؟ فمفاده انک اولم تره بنفسک، واخبرت برویة الناس فهذا روایة الناس بهذا الوجه من الاخبار لا نکتفی به غیر قادح فی الاستیناس بهذا الحدیث فی هذه المسئلة فان کریبا قد ذکر رویة الهلال بنفسه مرارا فی هذا الحدیث منها قوله: فرایت الهلال لیلة الجمعة؟ ومنها قوله: رایناه لیلة الجمعة ومنها قوله: نعم فی جواب سوال ابن عباس رضی الله عنه انت رایته؟

(یہ کہنا کہ یہ حدیث اس معنی میں محکم نہیں ہے کیوں کہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ ہو کہ ہم تیری اس نقل اور روایت کی بنا پر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رویت پر اکتفا نہیں کریں گے حتیٰ کہ ہمیں کوئی شرعی دلیل مل جائے اس بات پر دلیل ان کا یہ قول ہے تم نے خود اسے جمعہ کی شام دیکھا تھا؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے خود اسے نہیں دیکھا اور تم نے صرف لوگوں کی رؤیت کی خبر دی ہے تو اس اعتبار سے یہ لوگوں کی روایت ہے اور ان اخبار سے ہے جس پر ہم اکتفا نہیں کریں گے تو اس مسئلے میں اس حدیث سے استئناس کرنے میں یہ احتمال غیر قادح ہے کیوں کہ اس حدیث میں کریب رحمة اللہ علیہ نے کئی بار خود چاند دیکھنے کا ذکر کیا ہے چنانچہ ان کا قول ہے پس میں نے جمعہ کی شب چاند دیکھا۔ نیز ان کا کہنا ہے ہم نے اسے جمعے کی رات کو دیکھا۔ ایسے ہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استفسار پر کہ تو نے خود اسے دیکھا۔ ان کا یہ جواب دینا: جی ہاں)

والفرق بین الصوم وبین الصلاة والحج والاضحیة وغیرها بانه انما لم یعتبر اختلاف المطالع فی سوم لتعلق الخطاب عاما فی الصوم بمطلق الرؤیة فی حدیث: ((صوموالرؤیة))

بخلاف الصلاة والحج والاضحیة وغیرها مما لا یجدي نفعا لانه قد تعلق الخطاب عاما فی الصلاة والحج والاضحیة جمیعا بمطلق اوقاتها کوقت زوال الشمس لصلاة الظهر ووقت صیرورة ظل کل شئ مثله لصلاة العصر ووقت غیوبة الشمس لصلاة المغرب ووقت غیوبة الشفق لصلاة العشاء ووقت طلوع الفجر الصادق لصلاة الصبح مثلا فی حدیث جبرئیل الذي رواه احمد والنسائی والترمذي وعن جابر بن عبدالله رضی الله عنه والترمذي عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه ایضا وکاشهر معلومات للحج فی قوله تعالیٰ:

الحَجُّ أَشهُرٌ مَعلومـٰتٌ فَمَن فَرَضَ فيهِنَّ الحَجَّ... [۱۹۷] ... سورة البقرة

ایة کالوقت الذي بعد الفراغ عن صلاة عیدالاضحیٰ للاضحیة فی حدیث البراء قال: خطبنا النبی صلی الله علیه وسلم یوم النحر فقال ان اول ما نبداء به یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع الحدیث رواه الشیخان والله تعالیٰ اعلم

(الحدیث رواه الشیخان والله تعالیٰ اعلم)

(روزے ، نماز، حج، اور قربانی وغیرہ میں یہ فرق کہ روزے میں اختلاف مطالع کو معتبر نہیں سمجھا گیا کیوں کہ حدیث (صوموالرؤیة) اسے دیکھ کر روزے کے متعلق مطلق رؤیت کا خطاب عام ہے برخلاف نماز، حج اور قربانی وغیرہ کے تو یہ قطعاً نفع بخش نہیں ہے کیوں کہ نماز، حج اور قربانی تمام میں مطلق اوقات کے ساتھ حکم عام ہے جیسے ظہر کی نماز کے لیے زوال شمس کا وقت عصر کی نماز کے لیے ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہونے کا وقت نماز مغرب کے لیے غروب آفتاب کا وقت نماز عشاء کے لیے شفق کے غروب ہونے کا وقت صبح کی نماز کے لیے فجر صادق طلوع ہونے کا وقت۔ مثال کے طور پر جبریل علیہ السلام کی اس حدیث میں جسے احمد نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور جیسے فرمان باری تعالیٰ :

الحَجُّ أَشهُرٌ مَعلومـٰتٌ فَمَن فَرَضَ فيهِنَّ الحَجَّ... ۱۹۷... سورة البقرة

میں حج کے لیے معلوم مہینے اور جیسے قربانی کے لیے عید الاضحیٰ کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد کا وقت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نحر والے دن خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اس دن ہم سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ ہم نماز ادا کریں پھر ہم لوٹیں گے۔ الحدیث۔ "اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے) کتبہ : محمد عبداللہ (4/ذی الحجۃ 1327ھ)

---

[1]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (1087) سنن ابی داؤد رقم الحدیث (2332) سنن الترمذی رقم الحدیث (693) سنن النسائی رقم الحدیث (2111) مسند احمد (1/306)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصوم، صفحہ:378

محدث فتویٰ